P. O. RGD. No. A 922

ہماری زبان

انجمن ترقی اردو (ہند) علیگڑھ کا پندرہ روزہ اخبار

قیمت فی پرچہ دو آنے | سالانہ چندہ دو روپے

جلد ۱۱ | ۱۵ اگست سنہ ۱۹۵۲ء | اڈیٹر قاضی عبدالغفار | ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۷۱ ہجری | نمبر

کچھ اپنی باتیں

کشمیر میں اردو

۲۲ جون کو پارلیمنٹ میں کشمیر کے مسئلہ پر تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر مکرجی نے شیخ عبداللہ کے متعلق ایک شکایت یہہ بھی کی کہ وہ کشمیر میں اردو زبان کو پھیلا رہے ہیں چنانچہ وہاں کی نصابی کتابوں میں اردو اور فارسی کے الفاظ بہت استعمال کئے جاتے ہیں کشمیر کی کم و بیش ۴۰ لاکھ آبادی ایسی ہے جو کشمیری زبان کے ساتھہ ہی ساتھہ اردو زبان کو بھی اپناتی ہے۔ خود کشمیری زبان میں اردو کے الفاظ شامل ہیں اور شاید اسی لئے ڈاکٹر مکرجی کی رائے میں وہاں کی زبان اشدہ ہے اور شدھ نہیں ہے اب ڈاکٹر صاحب اس کو ٹھیٹ ہندی کے سانچے میں ڈھالنا چاہتے ہیں اور یہہ بات انہیں گوارہ نہیں کہ اس ریاست میں اردو زبان قائم رہے جب کہ بھارت کی تمام دوسری ریاستوں میں اسے ختم کرنے کی تدبیریں اختیار کی جا رہی ہیں۔

پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنی جوابی تقریر میں بعض ایسی حقیقتوں کی طرف اشارہ کیا جو ڈاکٹر مکرجی اور اردو کے دوسرے دشمنوں کے لئے بہت ہی ناخوشگوار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کشمیر کے ہندو اور مسلمانوں میں شاید چند ہی ایسے افراد ہوں جو ہندی زبان (خصوصاً وہ خانہ ساز زبان جسے تقسیم کے بعد پنڈتوں نے بنایا ہے) جانتے ہوں یا سمجھہ سکتے ہوں۔ انہوں نے اس ہندی زبان کا ذکر کرتے ہوئے جو خود ان کے صوبہ اتر پردیش میں بنائی گئی ہے فرمایا کہ وہ ایک ایسی زبان ہے جسکا بڑا حصہ ان کے لئے ناقابل فہم ہے۔

عجیب بات ہے کہ ڈاکٹر مکرجی جیسے لوگوں کے کاندھوں پر اردو زبان ایک بھوت بن کر سوار ہو گئی ہے اور یہہ حالت ہو رہی ہے کہ ہر گوشہ میں جہاں کوئی شخص اردو کا نام لیے یہہ سورما پلم اور کلہاڑی لے کر پہنچ جاتے ہیں کشمیر کا مسئلہ کشمیر کے کلچر کا مسئلہ ہے اور لوگ کچھہ ہی کہیں شیخ عبداللہ اور کشمیر کے دوسرے لیڈر اس بات کے لئے

تیار نہیں کہ اپنے علاقہ کے کلچر کو کسی سیاسی مصلحت پر قربان کریں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ جو شور مچ رہا ہے کہ کشمیر کو کلیتاً ہندوستان میں ضم ہوجانا چاہیئے اسکی بنیاد قوم پرستی اور جمہوریت کا کوئی احساس نہیں ہے بلکہ یہہ بھی ایک نقاب پوش فرقہ پرستی ہے جس کا نقاب بہت باریک ہے! اگر شیخ عبداللہ نے یہہ کہدیا کہ ابھی تک ہندوستان میں فرقہ پرستی اور فرقہ وارانہ تعصب کا سر نہیں کچلا جا سکا ہے اور یقیناً ان کا اشارہ ایسے مکرجیوں اور ٹنڈنوں کی جانب تھا! کشمیر کے لیڈر کی سچی بات پر ان لوگوں کی برہمی اور خفگی ہمارے لئے ذرا بھی تعجب انگیز نہیں۔

اسان ہندی

الہ آباد ہائی کورٹ کے دو ججوں کو اپنے ایک فیصلہ میں کہنا پڑا کہ:-

عدالتوں کو چاہیئے کہ وہ ایسی ہندی میں فیصلہ نہ لکھا کریں جسے جوری کے ممبران سمجھ نہ سکیں۔ اس سلسلہ میں کوشش کی جانی چاہیئے کہ آسان ترین اور سادہ زبان میں فیصلہ لکھا جائے تاکہ جوری کے ممبران آسانی سے سمجھ سکیں ورنہ جوری کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔

لکھنؤ کے سول اور سشن جج نے انور حسین سابق سکریٹری کواپریٹو اسٹور رفاہ عام لکھنؤ کے خلاف دفعہ ۴۰۸ تعزیرات ہند کے ماتحت قید سخت اور سو روپے جرمانہ کی سزا دیتے ہوئے اپنا فیصلہ سخت ہندی میں لکھا تھا۔

اس فیصلہ کے خلاف انور حسین نے ہائی کورٹ میں اپیل کی۔ اپیل میں اور وجوہ کے علاوہ ایک وجہ یہہ بھی بتائی گئی کہ جج کا فیصلہ ایسی سخت ہندی میں لکھا گیا جس کے متعلق اس کا امکان پایا جاتا ہے کہ جوری کے ممبران سمجھے ہی نہ ہوں گے۔ چیف جسٹس ملک اور مسٹر جسٹس نصر اللہ بیگ نے اس کے بارے میں لکھا ہے کہ عدالت عالیہ کو اس فیصلہ کے ترجمہ کرانے کی ضرورت محسوس ہوئی اور اس نے اپنے دفتر کو اس کا ترجمہ کرنے کی ہدایت کی دفتر کو اس کے ترجمہ میں کافی دقت ہوئی اور سماعت کے لئے مقدمہ پیش ہوا تو معلوم ہوا کہ ترجمہ میں کافی اہم غلطیاں ہوئیں۔

عدالت نے سرکاری وکیل سے کہا کہ وہ اس کو پڑھیں اور دیکھیں کہ یہہ عام آدمی جو جوری کے ممبران ہوتے ہیں وہ اس فیصلہ کو سمجھ سکتے ہیں۔ اس میں بعض ایسے الفاظ تھے جن کے غالباً وہ معنی بھی نہ جانتے ہوں۔ یہہ صحیح ہے کہ دفعہ ۲۹۷ ضابطہ فوجداری میں اس کی کوئی تصریح نہیں ہے۔ جوری کے سامنے مقدمہ کس زبان میں پیش کیا جائے لیکن ججوں سے یہہ امید کی جاتی ہے کہ وہ ایسی زبان استعمال کرینگے جس کو جوری کے ممبران آسانی سے سمجھ سکیں۔ اس لئے امید کی جاتی ہے کہ آئندہ جج صاحبان ایسی زبان میں فیصلہ لکھنے سے احتراز کریں کے جس کو جوری کے ممبران آسانی سے نہ سمجھ سکیں۔

ہم اپنے ایک پچھلے اداریہ میں اس بات پر زور دے چکے ہیں کہ جب تک سرکاری زبان کا کوئی معیار مرکزی حکومت مقرر نہ کریگی اور جب تک صوبائی حکومتیں اور ان کے عہدیدار آزاد رہینگے کہ جس قسم کی مشکل زبان چاہیں لکھیں، اس وقت تک اس فتنہ کا سر دب نہیں سکتا۔ ہندی نوازی کے مبالغہ نے جو صورت اختیار کرلی وہ خود سرکاری زبان کے لئے سم قاتل ہے اور ہندی کو مشکل بنا کر ہندی کے نادان دوست خود اسی کے گلے پر چھری چلا رہے ہیں۔

ہلکے ہلکے اشارے

—— نئی دہلی۔ وزیر مواصلات نے کہا کہ ہندی میں تار دینے کا طریقہ ہمت شکن رہا ہے۔ لوگوں نے اس معاملہ میں ہماری ہمت افزائی نہیں کی۔ یہی کیا کم ہے کہ ڈاک خانہ کی مہروں میں ہندی کے سوا اب کچھ باقی نہیں! سرکار اپنی ہمت افزائی خود ہی کرے!! لہذا انگریزی زبان میں تار دینے کا طریقہ سرکاری طور پر ممنوع قرار دیا جائے اور ہندی کے سوا کسی زبان میں تار قبول نہ کیے جائیں آخر تو سرکاری زبان کا تسلط سرکاری طور پر ہی قایم کرنا ہوگا۔ زبانوں کے رواج اور ترقی کا یہہ ایک نیا تجربہ ہوگا۔ ایجاد بندہ!!

—— حضرت امیر خسرو کے عرس کے موقعہ پر دہلی کے وزیر اعلی مسٹر برہم پرکاش نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ امیر خسرو نے ہمیں ایک آسان زبان دی۔ آج کے کروٹیں بدلتے ہوئے ہندستان میں اور اس بدلتی ہوئی دلی میں ضرورت ہے کہ سینکڑوں خسرو پیدا ہوں تاکہ ہند کے مسلمانوں اور تمام لوگوں کے پاس ہم وہ زبان لیکر جاسکیں جو کہ سو سال پہلے امیر خسرو نے پیش کی تھی۔

—— حکومت ہند کے وزیر مسٹر اجیت پرشاد جین نے بھی اس موقع پر ایک ایسی زبان کو فروغ دینے کی اپیل کی جو حضرت امیر خسرو کی زبان تھی۔

—— کیا عجیب بات ہے کہ حکومت کے وزیروں کو ایک آسان زبان کی تلاش ہے اور حکومت کے ادارے ایک مشکل زبان کے وضع کرنے میں مصروف ہیں! آسان اور مشکل کا فرق سمجھہ میں نہیں آتا!

—— الجمعیتہ کے نامہ نگار کا بیان ہے کہ:۔
۱۴ جولائی کو ایوان عام میں مسٹر الگو رائے شاستری نے جو یو۔پی میں ٹنڈن جی کے دست راست ہیں اور ہندی کے خاص پرچاریوں میں شمار ہوتے ہیں۔ اپنی "پرتنبھ" ہندی کو "خیر مقدم" ہندی میں جیسا کہ انہوں نے خود کہا تبدیل کرنے کی کوشش کی۔
انہوں نے اپنی تقریر میں شروع سے آخر تک نہ صرف اردو کے بہت سے الفاظ استعمال کئے بلکہ اردو کے اشعار سے بھی اپنے دلائل کو زوردار بنانے کی کوشش کی وہ تقریر رشوت دینے والے کو سزا دینے سے متعلق بل پر کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ:۔

واعظ شراب پینے دے مسجد میں بیٹھہ کر
یا وہ جگہ بتا کہ جہاں پر خدا نہ ہو

آگے چل کر انہوں نے ایک اور شعر پڑھا:۔

مریض عشق پر رحمت خدا کی
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اسی قسم کے اور اشعار بھی انہوں نے پڑھے۔ مسٹر ٹنڈن جو شاستری صاحب کے دائیں پہلو میں رونق افروز تھے ان کی تقریر بڑے غور سے سن رہے تھے۔ اور جب کبھی وہ اچھا شعر پڑھتے تھے تو سر ہلا ہلا کر مسکراتے تھے۔ گویا کہ ان اشعار سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

—— ٹنڈن جی سوچ رہے ہوں گے کہ آخر ان کی شدھ ہندی میں ان شعروں کی لطافت کو کیونکر منتقل کیا جائے!! اسی نقطہ پر پہنچ کر یہہ ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ ہندی کی ترقی کے لئے اردو کو میدان سے ہٹا دیا جائے!

—— نئی دہلی ۲۷ جون کل پارلیمنٹ میں وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے کہا کہ مشرقی پنجاب میں عوام پاکستانی ریڈیو سنتے ہیں کیونکہ وہ آل انڈیا ریڈیو کی استعمال کردہ ہندی نہیں سمجھتے۔ پارلیمنٹ میں شیخ عبداللہ کے ہندی کو فارسی آمیز بنانے کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے پنڈت نہرو نے کہا کہ مشرقی پنجاب میں لوگوں نے مجھے بتایا کہ ہم آپ کے ریڈیو کی زبان نہیں سمجھتے ہم پاکستان ریڈیو سنتے ہیں اگرچہ وہ نہیں چاہتے کہ پاکستان ان پر نکتہ چینی کرے لیکن

چونکہ وہ ھندوستانی ریڈیو کی ھندی نہیں سمجھ سکتے اس لئے پاکستانی ریڈیو سنتے ھیں۔ یو۔پی میں ھندی کی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جو زبان وہاں استعمال ہوتی ہے وہ میرے لئے ناقابل فہم ہے۔

(الجمعیتہ)

انجمن کی خبریں

بجنور

تین ہزار تین سو بیس دستخط اور انگوٹھے کے نشانوں کی دوسری قسط جو کہ انجمن ترقی اردو شاخ بجنور کی زیر سرکردگی حاصل کئے گئے ہیں علاقائی زبان کے مرکزی دفتر لکھنؤ کو روانہ کردی گئی ہے۔ اس سے قبل سات ہزار اور بیس دستخط اور انگوٹھے کے نشان ارسال کئے جاچکے ہیں۔ اس طور پر اب تک کل دس ہزار تین سو پچاس دستخط اور انگوٹھے کے نشان حاصل کئے جاچکے ہیں۔ علاوہ ازیں بہت سے قصبات اور دیگر مقامات سے اردو دوست حضرات نے نجی طور پر کتنی ہزار دستخط فراہم کرکے مرکزی دفتر کو بھیجے ہیں۔

نگینہ، بجنور اور بہت سے مقامات پر دستخطوں کی مہم زور شور سے جاری ہے یقین ہے کہ جلد ہی تیسری قسط مرکزی دفتر کو روانہ کردی جائے گی۔

خواجہ عطا احمد صاحب۔ اسسٹنٹ ٹیچر بجنور۔ نجم السلام صاحب۔ مدیر معیار۔ بجنور۔ ڈاکٹر سلطان احمد خاں صاحب۔ شیر کوٹ۔ مولوی محمد یعقوب صاحب وکیل۔ نگینہ نے اس مہم میں نہایت انہماک اور سرگرمی سے حصہ لیا ہے۔

سردار جلیل احمد خاں۔ ایم۔اے۔ ایل ایل بی
وکیل و سکریٹری انجمن ترقی اردو،
شاخ بجنور

بلند شہر

اس سے پہلے کے پرچہ میں بلند شہر کے ایک اردو فدائی کا ذکر کیا جاچکا ہے جنہوں نے تنہا بارہ ہزار چھتیس دستخط حاصل کئے ہیں انہیں نرگ نے ایک ہفتہ کے اندر دو ہزار ساٹھ دستخط حاصل کرکے فارم مرکز کو بھیج دیئے ہیں اسی طرح مظفر نگر کے حامیان اردو نے اس وقت تک ۳۸۰۰۰، گورکھپور ۳۱۴۰۰، فرخ آباد ۲۶۷۹۰، بستی ۱۷۲۸۰، بجنور ۱۶۶۰۰، بریلی ۱۷۰۰۰، سہارنپور ۱۸۸۳۰ اور میرٹھ سے ۱۰۹۳۰ دستخط موصول ہوئے ہیں۔

مراد آباد، اعظم گڑھ، بلند شہر و فیض آباد سے بھی کافی تعداد میں دستخط وصول ہوئے ہیں اور ابھی کام جاری ہے۔

صوبہ بہار میں دستخطی مہم کی رفتار

۱۵ جولائی سنہ ۱۹۵۲ع تک کی رپورٹ کے مطابق جو مرکزی انجمن کے آفس سپرنٹنڈنٹ مولانا محمد یونس خالدی صاحب نے دی ہے بہار کی ریاستی انجمن ترقی اردو نے ۲ ماہ کے قلیل عرصے میں تقریباً ۵ لاکھ دستخط حاصل کئے ہیں اور ریاستی انجمن کے مخلص کارکنوں اور حلقہ ادب بہار کے جوان ہمت ممبروں نے اس تحریک کو صوبے کے کونے کونے میں پھیلا دیا ہے۔

ریاستی انجمن نے ۵۰ ماتحت شاخیں بھی قائم کی ہیں جن کا باقاعدہ الحاق ہوچکا ہے۔

پٹنہ ڈویژن کے علاوہ۔ کشن گنج، ضلع پورنیہ، مونگیر، مظفر پور، دربھنگہ، پلاموں، گیا، رانچی اور چمپارن میں بھی تحریک اپنی پوری قوت کے ساتھ کام کر رہی ہے۔

لاڑ

لاڑ۔ ضلع دیوریا کے حامیان اردو سے مرکزی انجمن کے نمائندہ خصوصی خیر بہوروی صاحب نے ملاقات کی اور دستخطوں کی رفتار تیز کرنے کی اپیل کی۔ نیز انجمن ترقی اردو ہند کی شاخ قائم کرنے کی تحریک فرمائی جس کے لئے ایک عارضی کمیٹی بنائی گئی اور اس کے کنوینر جناب محبوب حسن صاحب ایم اے ٹی، پرنسپل اویس قرنی ہائر سکنڈری اسکول لاڑ بنائے گئے اور اراکین میں ڈاکٹر محمد یوسف صاحب۔ ڈاکٹر معید صاحب۔ مشتاق احمد صاحب، مولوی مصطفی صاحب طالب، ذکاء اللہ صاحب بی۔اے، غوث الاعظم صاحب ایم۔اے نامزد ہوئے۔

(نامہ نگار)

اپنے دیس کی خبریں

اردو کی لاش پر ہندی کا قصر نہ تعمیر کیا جائے

کلکتہ یکم اگست جب مغربی بنگال میں حکومت کی تعلیمی پالیسی پر مباحثہ شروع ہوا اور اردو کی حمایت میں صرف ایک کونے سے آواز بلند ہوئی۔

اسمبلی کے اس کونے میں کمیونسٹ ممبران بیٹھے ہوئے تھے۔ کمیونسٹ گروپ کے لیڈر ڈاکٹر رانن سین نے حکومت کی تعلیمی پالیسی پر سخت نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا کہ مضافات کلکتہ کے صنعتی علاقوں میں دس لاکھ مزدور ہیں جن کے بچے ابتدائی تعلیم سے بھی محروم ہیں خاصکر مسلمان مزدوروں کے بچوں کے لئے اردو تعلیم کا مناسب انتظام نہیں ہے حکومت کو چاہیئے کہ اس کی طرف خاص توجہ دے۔

موصوف نے مزید کہا کہ اس وقت بنگال کے مسلمان تعلیمی اعتبار سے دوسرے فرقوں کے مقابلے میں زیادہ پچھڑے ہوئے ہیں کیمونسٹ لیڈر مسٹر جیوتی باسو نے کہا کہ ہم ہندی کو ملک کی قومی زبان تسلیم کر چکے ہیں اور اس کے مخالف بھی نہیں ہیں لیکن ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ اردو کی لاش پر ہندی کا قصر تعمیر کیا جائے۔ ہم صرف اردو زبان کے ہی حامی نہیں ہیں بلکہ ملک کی ہر علاقائی زبان کو اپنے اپنے علاقوں میں ترقی دینے اور پھلنے پھولنے کے خواہاں ہیں۔

مسٹر جیوتی باسو کی اس تقریر پر ایک کانگریسی رکن پروفیسر انجلی سین نے کہا کہ بنگال حکومت چند زبانوں کو ختم کر کے یا کچل کر ایک زبان کو ترقی دینا چاہتی ہے۔ تو یہ اس کی غلط روش ہے سرکاری زبان ہندی کو نظر انداز کیا تو آگے چل کر انہیں ویسا ہی نقصان اٹھانا پڑے گا جس طرح مسلمانوں نے انگریزی کا بائیکاٹ کر کے اٹھایا تھا۔

رائے بریلی

۳ اگست ۱۹۵۲ ع محترمہ کاملہ خاتون کے زیر صدارت رائے بریلی کی خواتین کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ اردو زبان کے متعلق چند نظموں کے بعد عطیہ خاتون صاحبہ نے اردو کی دستخطی تحریک اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ آپ کی تقریر کے بعد صغریٰ خاتون نے تقریر کی اور بتایا کہ گورنمنٹ گرلز ہائی اسکول میں اردو کی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ پچھلے سال میں صدیقی جو اس اسکول میں استانی تھیں اردو کی تعلیم دیا کرتی تھیں اور طالبات کی ہمت افزائی کرتی رہتی تھیں لیکن ان کے جانے کے بعد اردو کا چراغ اس اسکول سے بجھتا دکھلائی دے رہا ہے اور اب کوئی اس کا سرپرست نہیں ہے۔

آپ کی موثر تقریر کے بعد حسب ذیل تجویز بالاتفاق منظور ہوئی:۔

"گورنمنٹ گرلز ہائی اسکول میں درجہ نہم میں جن لڑکیوں نے اردو لی ہے انہیں مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ کوئی اور مضمون لے لیں اور اس روش کے خلاف یہ جلسہ احتجاج کرتا ہے۔

نیز یہ جلسہ محکمہ تعلیم کے ذمہ دار ارکان سے مطالبہ کرتا ہے کہ پرنسپل گرلز ہائی اسکول کے متعصبانہ رویہ کے خلاف فوری کارروائی کریں تاکہ فرقہ پرستی کی مہلک وبا تعلیمی اداروں میں پھیلنے نہ پائے۔

محرک سلیمہ خاتون موید کاملہ خاتون۔
(نامہ نگار)

بیتیا

شمس الہدی صاحب سکریٹری نشر و اشاعت انجمن ترقی اردو اطلاع دیتے ہیں کہ

۲۰ جولائی کو بوقت ۷ بجے شام سجاد پبلک لائبریری میں "یوم اردو" کا ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت جناب مولانا عبدالغنی صاحب غنی ندوی منعقد ہوا سب سے قبل جناب عبدالسلام صاحب جنرل سکریٹری بہار و بانی انجمن ترقی اردو سب ڈویزن بتیا نے جلسہ کی غرض و غایت اور اسکے نیک مقاصد کو عوام کے سامنے پیش کیا اردو پر تقریری مقالے اور نظموں کا مقابلہ ہوا۔

اسکے بعد جناب صابر کریمی ارکھا نیز نگ سکریٹری سب ڈویزنل انجمن ترقی اردو بتیا نے ایک مختصر تقریر فرمائی

جلسہ کی تجاویزوں میں حکومت سے مطالبہ کیا

کیا کہ اردو کو علاقائی زبان تسلیم کیا جائے اور تمام مکاتب، اسکولوں، مدرسوں اور کالجوں میں اردو کو لازمی مضمون قرار دیا جائے۔ نیز یہ کہ

اردو زبان کو عدالتوں، دفاتر اور رجسٹری آفسوں میں برقرار رکھا جائے۔ کتابوں کے اردو ترجموں کا انتظام کیا جائے تاکہ اردو پڑھنے والے طلبا کو تعلیم میں کسی سے پیچھے نہ رہنا پڑے۔

جلسہ نے اردو لکھنے، بولنے، پڑھنے اور سمجھنے والے تمام حضرات سے اپیل کی کہ وہ اردو کے ساتھ ساتھ ھندی بھی سیکھیں کیونکہ ھندی سرکاری زبان قرار پا گئی ہے اس لئے ہم تسلیم کرتے ہیں۔

جلسے کے بعد ایک عظیم الشان غیر طرحی مشاعرہ منعقد کیا گیا۔ مشاعرہ کی صدارت جناب مولانا عبد الغنی ندوی نے فرمائی مشاعرہ میں جناب صابر کریمی صاحب، جناب حسرت شادانی، جناب اشرف قادری، جناب شمش الہدی ضبطی، جناب شاکر کریمی اور جناب کامل فکری صاحب نے اپنے کلام سے عوام کو مستفیض فرمایا۔

اردو کانفرنس

علی گڑھ ۷ اگست ۱۹۵۲ع

فرحت منزل میں ایک پریس کانفرنس زیر صدارت چودھری محمد سلطان صاحب قائم مقام جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو [ھند] علی گڑھ منعقد ہوئی۔ جس میں یہ طے کیا گیا کہ ایک اردو کانفرنس کی جائے جس میں غیر ملکوں سے بھی نمائندے بلوائے جائیں۔ اس تحریک کو آگے بڑھانے کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جس کے کنوینر فوق کریمی ہیں۔ یہ کمیٹی بہت جلد اپنا کام شروع کر دے گی۔

نامہ نگار

حیاتِ اجمل

(مولفہ قاضی عبدالغفار صاحب تقطیع بڑی ضخامت ۴۳۰ صفحات، کاغذ، کتابت و طباعت بہتر، قیمت مجلد ۸ روپے۔ پتہ انجمن ترقی اردو ھند علی گڈھ)

انجمن کی اس تازہ اشاعت پر معاصر محترم معارف (دارالمصنفین اعظم گڈھ) نے حسب ذیل الفاظ میں تبصرہ کیا ہے:-

"**حکیم اجمل خاں** مرحوم جیسی جامع کمالات شخصیتیں اس زمانہ میں کم پیدا ہوتی ہیں اُن کے اوصاف اور کارنامے گونا گوں ہیں، ایسی جامع کمالات شخصیت کی سوانح عمری کی بڑی ضرورت تھی، اس فرض کو مرحوم کے پرانے رفیق انیس خلوت و جلوت اور اردو زبان کے کہنہ مشق ادیب شہیر قاضی **عبدالغفار** صاحب نے ادا کیا جن سے زیادہ موزوں اس کام کے لئے دوسرا شخص نہیں ہوسکتا تھا۔ اُنھوں نے یہہ کتاب لکھکر قومی فرض اور حق رفاقت دونوں کو ادا کر دیا، اور اپنے زور قلم سے **حکیم صاحب** مرحوم کے کارناموں اور اُن کے اخلاق و سیرت کا نہایت دلکش مرقع تیار کر دیا ہے **حکیم صاحب** کی پوری زندگی قومی و ملی کاموں میں گذری ہے، اس لئے اُن کی سوانح عمری میں بیسویں صدی کے ابتدائی ۲۵، ۳۰ سال کی ھندوستان کی پوری سیاسی تاریخ، اس کی آزادی کی جدوجہد اس کے مدوجزر اور مسلمانوں کی علمی و تعلیمی و مذھبی تحریکوں کی پوری سرگذشت آگئی ہے، مصنف کے حسن انشا نے کتاب کے حسن و دلکشی میں اور زیادہ اضافہ کر دیا ہے، یہہ کتاب مختلف حیثیتوں سے ہر محب وطن ھندوستانی کے مطالعہ کے لائق ہے"

نئی کتابیں

حسب ذیل کتابیں ریویو کے لئے وصول ہوئی ہیں:-

۱۔ جوش و خروش۔ از جوش ملسیانی صاحب پبلشر منشی گلاب سنگھ اینڈ سنس لمیٹڈ نکلسن روڈ دھلی۔ قیمت چار روپے۔

۲۔ میدان عمل۔ منشی پریم چند، پبلشر مکتبہ جامعہ لمیٹڈ دھلی۔ قیمت چھہ روپے۔

۳۔ "کشمیر پر حملہ" کرشنا مہتا۔ پبلشر مکتبہ جامع لمیٹڈ دھلی قیمت دو روپے۔

۴۔ "تنقید کیا ہے" آل احمد سرور صاحب ایم۔اے۔ پبلشر مکتبہ جامعہ لمیٹڈ دھلی۔ قیمت تین روپے۔

۵۔ "روح اقبال" ڈاکٹر یوسف حسین خاں صاحب۔ پبلشر مکتبہ جامعہ لمیٹڈ دھلی۔ قیمت چھہ روپے، آٹھہ آنے۔

۶۔ "حیدرآباد" پروفیسر محمد مجیب صاحب پبلشر مکتبہ جامعہ لمیٹڈ دھلی قیمت بارہ آنہ

۷۔ "روح تہذیب" خواجہ غلام السیدین صاحب پبلشر مکتبہ جامعہ لمیٹڈ دھلی۔ قیمت بارہ آنے۔

ان کتابوں کے علاوہ "سلسلہ تعلیم و ترقی" ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ دھلی کے انیس چھوٹے چھوٹے کتابچے بھی موصول ہوئے ہیں یہہ کتابچے، صحت، صنعت و حرفت اور تجارت کے مختلف گوشوں پر روشنی ہیں، کتابت طباعت اعلی زبان صاف اور سلجھی ہوئی ہے۔ ہر کتابچے کی قیمت پانچ آنہ ہے۔

(نوٹ) تبصرہ کے لئے ہر کتاب کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے!

انجمن کی کتابیں

انواعِ فلسفہ | ترجمہ از ظفر حسین خاں صاحب سابق انسپکٹر مدارس یوپی۔ یہ پروفیسر ولیم ارنسٹ ہاکنگ کی مشہور و معرکۃ الآرا کتاب "ٹائپس آف فلاسفی" کا سلجھا ہوا اور دل نشین اردو ترجمہ ہے کتابت طباعت اعلیٰ قیمت مجلد ۵ روپے آٹھ آنے غیر مجلد ۵ روپے

اطلاقی سماجیات | مصنفہ ڈاکٹر جعفر حسن خاں۔ عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد۔ کتابت طباعت اعلیٰ قیمت ۳ روپے ۸ آنے۔

اسلامی فن تعمیر | باتصویر ترجمہ سید مبارز الدین رفعت۔ ایم اے۔ یہ آرنسٹ ٹاڈہام رچمنڈ کی انگریزی کتاب کا اردو ترجمہ ہے۔ قیمت مجلد ۶ روپے۔

ادبی اور قومی تذکرے | از پنڈت کشن پرشاد کول۔ طباعت لیتھو۔ قیمت ۲ روپے ۸ آنے۔

پرچھائیں | سید آصف علی سفیر سوئزرلینڈ اعلیٰ درجہ کے اردو ٹائپ میں بہت اچھے کاغذ پر یہ کتاب شائع کی گئی ہے۔ قیمت ۳ روپے

مذہب اور دھرم | مرتبہ قاضی عبدالغفار۔ قیمت ۳ روپے۔

مشترکہ زبان | مہاتما گاندھی کے قلم سے قیمت ۳ روپے آٹھ آنے۔

ایک مشرقی کتب خانہ | مترجمہ سید مبارز الدین رفعت۔ ایم۔ اے۔ قیمت تین روپے

یادگارِ حالی | مرتبہ بیگم صالحہ عابد حسین نواسی خواجہ صاحب مرحوم۔ مولانا ابوالکلام آزاد کے پیش لفظ کے ساتھ۔ طباعت لیتھو قیمت چار روپے چار آنے۔

کچھ زر کی بابت | ابو سالم صاحب ایم' اے (علیگ) قیمت غیر مجلد چار روپے مجلد چار روپے آٹھ آنے۔

نفسیاتِ اقوام | از پروفیسر محمد ولی الرحمن صاحب قیمت ایک روپیہ بارہ آنے۔

حیاتِ سر سید | از نورالرحمن صاحب، سر سید کی زندگی کا مختصر خاکہ۔ قیمت مجلد تین روپے ۸ آنے۔

محاسن کلام غالب | عبدالرحمن بجنوری مرحوم طبع چہارم مصور اڈیشن۔ مرزا غالب کی تصویر کے ساتھ بجنوری مرحوم کی تصویر اور عکس تحریر بھی شامل ہے۔ ایک روپیہ ۲ آنے

اردو زبان | پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی کا خطبہ صدارت جو آل انڈیا اورینٹل کانفرنس منعقدہ لکھنؤ کے اجلاس میں پڑھا گیا قیمت چار آنے۔

[مہتمم انجمن ترقی اردو (ہند) علی گڈھ]

بہ اہتمام عزیز حسین منیجر نیشنل پرنٹرس کمپنی میں چھپا اور قاضی عبدالغفار صاحب پبلشر نے صدر دفتر انجمن ترقی اردو (ہند) علی گڈھ سے شائع کیا۔